رسائل و مسائل

خلافت و ملوکیت

سوال: مولانا مودودی نے اپنی کتاب "خلافت و ملوکیت" ص ۱۸۱ میں لکھا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے وہ تمام جائدادیں واپس کر دیں جو ان کو ناجائز طریقے سے وراثت میں ملی تھیں اور یہ کہا تھا کہ جب فرمانروا کے اپنے عزیز و قریب ظلم کریں اور فرمانروا اس کا ازالہ نہ کرے تو وہ دوسروں کو کیا منہ لے کر ظلم سے روک سکتا ہے؟ ان واقعات کے ثبوت میں مولانا نے البدایہ اور ابن اثیر کی تاریخوں کا حوالہ دیا ہے۔ بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ ان تاریخی کتابوں پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ بنو عباس اور بعض دوسرے عناصر نے مروان اور بنو مروان کو بدنام کرنے کے لیے ایسے قصے کہانیاں تصنیف کر لیے تھے اور یہی مواد تاریخی کتابوں میں راہ پا گیا، ورنہ درحقیقت بنو امیہ کا دور ایک مثالی دور تھا۔

مولانا نے اسی کتاب کے ص ۱۷۴ پر یہ بھی تحریر کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ اور ان کے حکم سے ان کے گورنر خطبوں میں حضرت علیؓ پر سب و شتم کی بوچھاڑ کرتے تھے۔ اس کے لیے بھی طبری، ابن اثیر اور البدایہ کا حوالہ دیا گیا ہے۔ یہاں پھر یہی سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان تاریخی کتابوں کے بل پر حضرت معاویہؓ کے خلاف ایسا الزام عائد کرنا کہاں تک درست ہے۔ حضرت معاویہؓ کے جانشینوں کے متعلق اگر ایسی بات کہی جائے، تو معاملہ اتنا سخت نہیں، لیکن حضرت معاویہؓ کے بارے میں ایسا تصور محال ہے کہ وہ خود ایسا کرتے یا دوسروں کو ایسا کرنے پر آمادہ کرتے ہوں گے۔"

جواب - (از غلام علی) آپ کے سوالات کے جواب میں پہلی گزارش یہ ہے کہ تاریخی بحثوں اور تاریخی

واقعات میں کتبِ تاریخ پر انحصار ایک ناگزیر امر ہے۔ جو واقعات نزولِ قرآن اور عہدِ نبوی کے بعد رونما ہوتے ہیں، ان کے بارے میں یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ ان کا تفصیلی بیان قرآن یا حدیث میں ہوگا۔ ان کے متعلق پیشین گوئیوں کی شکل میں بعض اشارات تو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں مل سکتے ہیں اور ملتے ہیں، مگر ان کی تفصیلات بہرحال ہمیں تاریخ ہی میں مل سکتی ہیں اور انہیں معلوم کرنے کے لیے لامحالہ ہمیں تاریخ کی کتابوں ہی کی جانب رجوع کرنا ہوگا۔ یہ ایک فطری ضرورت ہے اور اسی کے پیشِ نظر ہمارے مؤرخین نے تاریخی کتابیں مرتب کی ہیں۔ ان مؤرخین میں سے بیشتر مفسرین و محدثین بھی ہیں۔ اور ان کے متعلق یہ باور کر لینا محال ہے کہ انہوں نے بے سروپا اور جھوٹے قصے کہانیاں جمع کر دی ہوں گی اور پھر پوری امت کے اہلِ علم انہیں آنکھیں بند کر کے ایک نسل سے دوسری نسل تک منتقل کرتے چلے آئے ہوں گے۔

آپ نے جن تاریخی واقعات کا سوال میں ذکر کیا ہے، اگرچہ مولانا مودودی نے انہیں تاریخی مآخذ سے نقل کیا ہے، لیکن اس سے آپ یہ نہ سمجھیں کہ حدیث کی کتابیں ان سے بالکل خالی ہیں۔ آپ نے جن واقعات پر تعجب کا اظہار کیا ہے وہ حدیث کی کتابوں حتیٰ کہ صحاح ستہ میں بھی مروی ہیں، جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سننِ ابی داؤد، کتاب الخراج کی ایک روایت ملاحظہ ہو:

حدثنا عبداللہ بن الجراح حدثنا جریر عن المغیرۃ قال جمع عمر بن عبدالعزیز بنی مروان حین استخلف فقال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کانت لہ فدک فکان ینفق منہا علی صغیر بنی ہاشم و یزوج منہا ایمہم وان فاطمۃ سألتہ ان یجعلہا لہا فابی فکانت کذالک فی حیوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی مضی لسبیلہ فلما ان ولی ابوبکر عمل فیہا بما عمل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی حیوتہ حتی مضی	ہم سے عبداللہ ابن الجراح نے بیان کیا، ان سے جریر نے مغیرہ کے حوالے سے بیان کیا کہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے بنو مروان کو جمع کیا۔ پھر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فدک کے باغات تھے آپ اس میں سے بنو ہاشم کے نابالغ افراد پر خرچ کرتے تھے اور بیوہ یا غیر شادی شدہ کا نکاح کرتے تھے۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپؐ سے مطالبہ کیا کہ یہ جائداد انہیں دے دی جائے مگر آنحضورؐ نے انکار فرما دیا۔ حیاتِ نبوی میں یہی صورت رہی حتیٰ کہ آپؐ کا وصال ہو گیا۔ پھر جب ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے

لسبیلہ فلما ولی عمر عمل فیھا بمثل ما عملا حتی مضی لسبیلہ ثم اقطعھا مروان ثم صارت لعمر بن عبد العزیز قال عمر یعنی ابن عبد العزیز فرأیت امراً منعہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاطمۃ لیس لی بحق وانی اشہدکم انی قد رددتھا علی ما کانت یعنی علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

تو آپ نے بھی عمل نبوی کے مطابق عمل کیا حتیٰ کہ آپ بھی وفات پا گئے۔ جب حضرت عمرؓ خلیفہ بنے تو آپ نے بھی دونوں پیشروؤں کی کارروائی کے موافق عمل کیا یہاں تک کہ حضرت عمرؓ کا انتقال ہو گیا۔ پھر مروان نے فدک کو اپنی جاگیر بنا لیا اور یہ عمر بن عبدالعزیز کو ورثے میں ملی۔ انہوں نے فرمایا: میری یہ رائے ہے کہ جس معاملے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو منع فرما دیا، وہ میرے لیے جائز نہیں اور میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں اس جائداد کی وہی حیثیت بحال کرتا ہوں جو عہد نبوی میں تھی۔

خط کشیدہ الفاظ کا جو ترجمہ میں نے کیا ہے وہ سیاق و سباق کے بالکل مطابق ہے اور شارحین نے اس کا یہی مفہوم بیان کیا ہے۔ . . . .

. . . چنانچہ صاحب بذل المجہود اس روایت کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ثم اقطعھا ای جعلھا قطیعۃ لنفسہ (یعنی مروان نے اسے اپنی ذاتی جاگیر بنا لیا جو ان کے پوتے عبدالعزیز کو ان سے ملی)۔ اہل سنت کے ہاں یہ بات بالکل مسلّم ہے کہ یہ جائداد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصی جائداد یا ملکیت نہیں تھی بلکہ بحیثیت امیر قوم ان کے منصب اور عہدے کا مالی معاوضہ اس سے فراہم ہوتا تھا۔ لہٰذا آنحضور کے وصال کے بعد آپ کا جو بھی جانشین ہوگا، وہ اس سے مستفید ہوگا۔ ابوداؤد کے اسی باب کی دیگر احادیث اور صحاح کی متعدد دوسری احادیث سے یہ امر قطعی طور پر واضح ہو جاتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں جو جائداد خالصہ قرار دی گئی تھی اور خمس و غنائم کا جو مال آنحضورؐ کے پاس آتا تھا، وہ آپ کے ورثہ کے طور پر ورثا میں قابل تقسیم نہ تھا یہ گویا اسلامی سٹیٹ اور حکومتِ وقت کی تحویل میں رہے گا۔ اس سے ازواج مطہرات کا نفقہ ادا کیا جائے گا اور جو شخص بھی امت کا متولی امر ہوگا، اس کی اور اس کے اہل و عیال کی کفالت بھی اس سے ہوگی۔ مگر

مروان نے ان احکام صریحہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے فدک کو ذاتی جاگیر بنا لیا، حالانکہ خود حضرت علیؓ کی روش اس معاملے میں یہ تھی کہ عہد صدیقی و فاروقی میں اگرچہ حضرت فاطمہؓ کا وکیل یا وارث ہونے کی حیثیت سے انہوں نے اس جائداد میں استحقاق کا مطالبہ کیا تھا لیکن جب خود امیر ہوئے تو اس جائداد کی وہی پوزیشن برقرار رکھی جو پہلے طے ہو چکی تھی۔

اس کے بعد اب دوسرے معاملے، یعنی امیر معاویہؓ کے حضرت علیؓ پر سبّ وشتم کرانے کو لیجیے۔ تاریخی کتابوں میں تو اس بری رسم کا ذکر تفصیل سے موجود رہی ہے کہ امیر معاویہؓ نے اسے جاری کیا اور آخر کار حضرت عمر بن العزیز ہی نے اسے ختم کرایا لیکن کتب صحاح بھی اس بارے میں خاموش نہیں ہیں۔ مثال کے طور پر ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ میں یہ روایت درج ہے۔

حدثنا قتیبة حدثنا حاتم بن اسماعیل عن ابن مثمار عن عامر بن سعد بن ابی وقاص عن ابیه قال أمّر معاوية ابن ابی سفیان سعداً فقال ما یمنعك ان تسب ابا تراب۔ قال اما ما ذکرت ثلاثا قالهن رسول الله صلی الله علیه وسلم فلن اسبه۔ لان تکون لی واحدة منهن احب الی من حمر النعم ۔۔۔۔

ہم سے قتیبہ نے ۔۔۔۔ اور سعدؓ ابن ابی وقاص نے بیان کیا ہے کہ انہیں معاویہؓ ابن ابی سفیان نے امیر بنایا پھر کہا کہ تمہیں ابوتراب پر سب وشتم کرنے سے کیا چیز روکتی ہے۔ حضرت سعدؓ نے جواب دیا کہ جب میں تین ارشادات نبوی کو یاد کرتا ہوں تو میرے لیے ہرگز ممکن نہیں رہتا کہ میں سب علی کروں۔ یہ حضرت علیؓ کے تین مناقب ہیں جن میں سے اگر ایک بھی میرے حق میں ہوتا تو مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہوتا۔

اس کے بعد حضرت سعدؓ نے وہ تین ارشادات بیان کیے جن میں سے ایک میں حضرت علیؓ سے کہا گیا تھا کہ اما ترضی ان تکون منی بمنزلة هارون من موسٰی الا انه لا نبوة بعدی۔ (کیا تجھے پسند نہیں کہ تو میرے لیے ایسا ہو جیسا کہ ہارونؑ موسیٰؑ کے لیے تھے اور یہ کہ میرے بعد کوئی نبوت نہیں) دوسرے ارشاد میں فرمایا: یحب الله ورسوله ویحبه الله ورسوله۔ (علی اللہ اور اس کے رسول سے

محبت رکھتے ہیں اور اللہ اور اس کا رسول علیؓ سے محبت رکھتے ہیں۔ تیسرے ارشاد میں حضرت علیؓ، فاطمہؓ اور حسنینؓ کے بارے میں آنحضورؐ نے فرمایا: اللھم ھٰؤلاء اھلی (اے میرے اللہ یہ میرے اہل ہیں)۔

اس روایت کا مضمون صاف بتا رہا ہے کہ امیر معاویہؓ نے حضرت علیؓ پر سب و شتم کرنے کرانے کا ایک عام قاعدہ بنا رکھا تھا، یہاں تک کہ جب حضرت سعدؓ ابن ابی وقاص نے اس کی پابندی سے انکار کیا تو امیر معاویہؓ کو یہ بات انوکھی محسوس ہوئی اور اس پر باز پرس ضروری خیال کی اس کے جواب میں حضرت سعدؓ کو حضرت علیؓ کے وہ مناقب بیان کرنے پڑے جو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنے تھے اور جن کی موجودگی میں حضرت علیؓ کو برا بھلا اور سخت و سست کہنا کسی طرح جائز نہ تھا۔

جناب اسعد گیلانی ایم۔ اے

کی کتاب

اسلام سوشلزم اور اسلامی سوشلزم

کا دوسرا ایڈیشن

شائع ہو گیا

طباعت آفسٹ بہترین رنگین سہ رنگا ٹائیٹل

سفید کاغذ پر	۵۰ پیسے	فی سینکڑہ	۴۰ روپے
اخباری کاغذ پر	۳۱ پیسے	فی سینکڑہ	۲۵ روپے

جن حلقوں نے اس کتاب کے آرڈر بھجوائے ہیں وہ دوبارہ آرڈر کی تجدید فرمائیں

ادارۂ بتول اچھرہ لاہور۔ فون نمبر ۴۳۷۹۸